۱۵۰

کیا فرماتے ہیں درج ذیل مدرسہ کے طلبہ سے متعلق مسائل کے بارے میں کہ

① ہمارا حفظ القرآن الکریم وناظرہ قرآن کا مدرسہ ہے، مدرسہ کے اصول وضوابط میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی طالب علم ایک دن غیر حاضر رہا، تو اسکو تین ڈنڈیاں (لاٹھی) سزا دی جائیگی، لیکن علامہ شامیؒ نے ذکر کیا ہے کہ مرداس معلم کو نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ۳ ضربات سے زیادہ مارنے سے منع فرمایا ہے ورنہ اقتص اللہ منک، اور احکام الصغار للاستروشنیؒ کی کتاب اور دیگر میں بھی ذکر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان مذکورہ تین ضربات کا کیا حکم ہے؟ اسمیں آیا لکڑی سے مارے یا نہ مارے سے متعلق تفصیل ہے؟ تین سے زیادہ ضربات استعمال کرنے کا کیا حکم ہے، کیونکہ ایک طالب علم کے زیادہ جرم کی بنا پر ۳ سے زیادہ نہ مارے سے تنبیہ نہ ہو سکتی ہے۔ لہذا اوقات ایک طالب علم بغیر اطلاع کے ۳ یا ۴ دن غیر حاضر رہتا ہے، تو مدرسہ کے اصول کے موافق تین دن کی غیر حاضری پر اسے ۹ ضربات مارنی چاہیے، لیکن فقہاء کرام کی تصریح کی وجہ سے بظاہر ۹ مارنا درست نہیں، اگر تین ہی مارے تو چار یا پانچ دن کی غیر حاضری کیلئے ۳ مارنے سے تنبیہ نہ ہو سکتی ہے۔ اور کئی مسائل کی بنا پر تنبیہاً ان طلبہ کا اخراج بھی ہمیں دشوار ہے، ایسی صورتحال میں ہمیں ۹ یا ۱۲ ضربات کی اجازت ہے؟ یا اگر ہم کئی غیر حاضریوں پر ایک دن ۳ مار کرے، پھر دوسرے دن ۳ ماریں اور وقفہ وقفہ سے کئی دنوں میں ۹ پوری کریں، تاکہ تنبیہ ہو جائے، اسکا کیا حکم ہے؟

② اسکے علاوہ سبق، سبقی و منزل سناتے وقت اگر کوئی طالب علم زیادہ غلطی کرجاتا ہے، مثلاً کبھی رکوع سناتے وقت ہر رکوع میں کئی غلطی کرتا ہے اور اسکو ایک ایک غلطی پر ایک ایک ضرب لگائے صرف، نہ کہ تین، پھر دوسری غلطی پر ایک، یعنی ہر ایک غلطی وجرم کی ایک ایک ضرب ماریں، اگر کبھی رکوع میں ۲۰ غلطیاں کرے تو ہم اسکو ۲۰ ضرب مار سکتے ہیں، اسکا کیا حکم ہے؟

واضح رہے کہ ہم طلبہ کو مارنا نہیں چاہتے البتہ بغیر تنبیہ کے بھی کام نہیں ہو سکتا، اسلئے مذکورہ صورتحال کے پیش نظر ہمیں شرعی حدود متعین فرما کر ممنون فرماویں۔ شکریہ

مستفتی:- سلمان، شہید آباد شلوبہ

فون نمبر:- 0308-5598525

فتویٰ نمبر: ۱۵۵۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"الجواب حامداً ومصلیاً"

بچوں کو پڑھانا اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کی تربیت کرنا نہایت اہم اور نیک کام ہے، شریعت مطہرہ نے جہاں ہر نیک کام کی ترغیب دی وہاں اس کے لیے کچھ شرائط، حدود و قیود بھی مقرر کئے ہیں، اگر نیک کام میں شرعی اصول وضوابط کی رعایت نہ کی جائے تو وہ نیک کام بھی ثواب کے بجائے وبال کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت میں نرمی و سختی دونوں پہلو میں اعتدال کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے، غصہ میں بے قابو ہو کر حد سے زیادہ مارنا اور یا مارنے کو بالکل غلط سمجھنا دونوں باتیں غلط ہیں، جس طرح نرمی اور محبت سے بچوں کی تعلیم وتربیت کرنا بہتر ہے اسی طرح ناگزیر وجوہات کی بنا پر تنبیہ کی غرض سے بچوں کو سزا دینا بھی جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو"، اسی طرح حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ گھر میں ایسی جگہ کوڑا لٹکا کر رکھو جہاں سے وہ گھر والوں کو نظر آئے کیوں کہ یہ ان کی تادیب کا ذریعہ ہے، امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے " باب التوثق ممن تخشی معرتہ " (جس سے فساد کا خطرہ ہو اس کو باندھنا)، اور اس کے تحت ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ حضرت عکرمہؒ کو فرائض، سنن اور تعلیم قرآن کے لیے باندھا کرتے تھے، طبقات کبریٰ میں ہے کہ حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ قرآن وسنت کی تعلیم کے لیے میرے پاؤں میں بیڑی ڈالا کرتے تھے، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اور اساتذہ کے لیے بچوں کو تادیب اور تنبیہ کی غرض سے مناسب سزا دینا جائز ہے، لیکن اس کے لیے فقہاء کرام نے چند شرائط ذکر کی ہیں، ان کی شرائط کی رعایت کرنا ضروری ہے:

۱۔ بچوں کے والدین سے اس کی اجازت لی ہو۔

۲۔ سزا سے مقصود تنبیہ وتربیت ہو، غصہ یا انتقام کے جذبہ کی تسکین نہ ہو۔

۳۔ ایسی سزا شرعا ممنوع نہ ہو۔

۴۔ غصہ کی حالت میں نہ مارا جائے، بلکہ جب غصہ اتر جائے تو مصنوعی غصہ کرتے ہوئے سزا دے۔

۵۔ بچوں کی طبیعت اس کی متحمل ہو، یعنی بچوں کو ان کی برداشت سے زیادہ نہ مارے۔

۶۔۔ مدرسہ کے ضابطہ کی رو سے اساتذہ کو اس طرح کی تادیب کی اجازت ہو۔
۷۔۔ ہاتھ سے مارے، لاٹھی، ڈنڈا، کوڑے وغیرہ سے نہ مارے، اگر بالغ ہو تو بقدر ضرورت لکڑی سے بھی مار سکتا ہے بشرطیکہ برداشت سے زیادہ نہ ہو۔
۸۔۔ ایک وقت میں تین سے زیادہ ضربات نہ مارے، اور نہ ہی ایک جگہ پر تینوں ضربات مارے، بلکہ تین ضربات متفرق جگہوں پر مارے۔
۹۔۔ سر، چہرے اور شرمگاہ پر نہ مارے۔
۱۰۔۔ بچہ تادیب کے قابل ہو، اتنا چھوٹا بچہ جو تادیب کے قابل نہ ہو اس کو مارنا جائز نہیں ہے۔
۱۱۔۔ ایسی سزا جس سے ہڈی ٹوٹ جائے یا جلد پھٹ جائے یا جسم پر سیاہ داغ پڑ جائے، یا دل پر اس کا اثر ہو، شرعاً جائز نہیں ہے۔

۱۔۔ صورتِ مسئولہ میں مذکورہ مدرسہ میں بچوں کو سزا دینے سے متعلق جو ضابطے ذکر کئے گئے ہیں وہ شرعاً درست نہیں ہیں، نیز اوپر ذکر کردہ تفصیل سے یہ بات بھی واضح ہوگئی ہے کہ بچوں کو ضرورت کے وقت سزا دینے میں لاٹھی وغیرہ سے مارنا درست نہیں ہے بلکہ بچوں کے والدین کی اجازت سے بچوں کے تحمل کے مطابق ہاتھ سے ایک، دو یا تین ضربات مارنے کی اجازت ہے بشرطیکہ سر، چہرہ اور شرمگاہ پر نہ مارے، حق سے زیادہ مارنے پر یہ بچے قیامت کے دن قصاص لیں گے۔

۲۔۔ یہ بھی جائز نہیں، کیوں کہ یہ اگر لکڑی وغیرہ سے ہے تو پھر تو شرعاً ممنوع ہے، اور اگر ہاتھ سے مارے تب بھی ایک ہی وقت میں تین سے زیادہ مارنا جائز نہیں ہے، نیز مثلاً ۵ رکوع میں ۲۰ غلطیاں کرنے پر ۲۰ ضربات مارنا یہ بچوں کے برداشت سے زیادہ مارنا بھی ہے۔

واضح رہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت میں نرمی اور محبت کا انداز اختیار کرنا چاہیے، بے جا مار پیٹ سے بچے ڈھیٹ ہو جاتے ہیں، پھر ان پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا، اور زیادہ مارنا تعلیم وتربیت کے لیے مفید بھی نہیں بلکہ نقصان دہ ہے، ایک تو یہ کہ اس سے بچہ کے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں، دوسرا یہ کہ ڈر کے مارے سارا پڑھا لکھا بھول جاتے ہیں، تیسرا یہ کہ جب پٹتے پٹتے عادی ہو جاتے ہیں تو بے حیاء بن جاتے ہیں پھر مار سے ان پر کچھ اثر بھی نہیں ہوتا، اور اس کے مقابلے میں نرمی اور محبت اور بسا اوقات حوصلہ افزائی کے لیے انعام دینے کا طریقہ زیادہ سود مند ہے، اور اگر

ضرورت کے وقت سزا دینے کی بھی ضرورت ہو تو تدریجا سزا دے مثلا (۱) ملامت کرنا (۲) ڈانٹنا، (۳) کان کھینچنا، (۴) ہاتھ سے مارنا وغیرہ۔

نیز مدرسہ میں بچوں کو سبق، سبقی، منزل یاد نہ ہونے پر یا مدرسہ کی چھٹی کرنے پر درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہے، (۱) ان کی کچھ وقت کے لیے چھٹی بند کر دی جائے اس کا بچوں پر کافی اثر ہوتا ہے، (۲) کان پکڑوا کر مرغا بنادیا جائے (۳) اٹھک بیٹھک (اٹھنا بیٹھنا) کرایا جائے، یہ آخری دو سزاؤں میں جسمانی اور اخلاقی دونوں اصلاحیں ہو جاتی ہیں یعنی ورزش بھی ہو جاتی ہے تنبیہ بھی ہو جاتی ہے، لیکن اس میں بھی اس کی رعایت کی جائے کہ برداشت سے زیادہ نہ ہو۔

سنن أبي داود میں ہے:

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها، وهم أبناء عشر وفرقوا بينهم في المضاجع»

(۱/۱۳۳، کتاب الصلاۃ، باب متی یومر الغلام بالصلاۃ، ط: المکتبۃ العصریۃ، صیدا- بیروت)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

(واضربوهم عليها) : أي: على ترك الصلاة (وهم أبناء عشر سنين) : لأنهم بلغوا، أو قاربوا البلوغ

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (۲/۵۱۲) کتاب الصلاۃ، دار الفکر، بیروت-لبنان)

المعجم الكبير للطبراني میں ہے:

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «علقوا السوط حيث يراه أهل البيت؛ فإنه لهم أدب

(۱۰/۲۸۴، باب العین، علی بن عبد اللہ، ط: مکتبۃ ابن تیمیہ، القاہرۃ)

صحیح بخاری میں ہے:

باب التوثق ممن تخشى معرته، وقيد ابن عباس عكرمة على تعليم القرآن، والسنن والفرائض

(۳/۱۲۳، کتاب الخصومات، ط: دار طوق النجاۃ)

الطبقات الکبری میں ہے:

عن عكرمة قال: كان ابن عباس يجعل في رجلي الكبل يعلمني القرآن ويعلمني السنة.

(الطبقات الکبری لابن سعد، (۵/۲۱۹)، بقیۃ الطبقۃ الثانیۃ من التابعین، عکرمۃ، ط: دار الکتب العلمیہ بیروت)

فتاوی شامی میں ہے:

لا يجوز ضرب ولد الحر بأمر أبيه، أما المعلم فله ضربه لأن المأمور يضربه نيابة عن الأب لمصلحته، والمعلم يضربه بحكم الملك بتمليك أبيه لمصلحة التعليم، وقيده الطرسوسي بأن يكون بغير آلة جارحة، وبأن لا يزيد على ثلاث ضربات ورده الناظم بأنه لا وجه له، ويحتاج إلى نقل وأقره الشارح قال الشرنبلالي: والنقل في كتاب الصلاة يضرب الصغير باليد لا بالخشبة، ولا يزيد على ثلاث ضربات

(۴۳۰/۶، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، فروع، ط: سعید)

وفیہ ایضاً:

(وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشبة) لحديث «مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر

(قوله: بيد) أي ولا يجاوز الثلاث، وكذلك المعلم ليس له أن يجاوزها «قال - عليه الصلاة والسلام - لمرداس المعلم إياك أن تضرب فوق الثلاث، فإنك إذا ضربت فوق الثلاث اقتص الله منك» اهـــ إسماعيل عن أحكام الصغار للأستروشني، وظاهره أنه لا يضرب بالعصا في غير الصلاة أيضا.(قوله: لا بخشبة) أي عصا، ومقتضى قوله بيد أن يراد بالخشبة ما هو الأعم منها ومن السوط أفاده ط.(قوله: لحديث إلخ) استدلال على الضرب المطلق، وأما كونه لا بخشبة فلأن الضرب بها ورد في جناية المكلف. اهـــ.

(۳۵۲/۱، کتاب الصلاۃ، ط: سعید)

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے:

(قوله بيد) قيد في امداد الفتاح بكونه ثلاث ضربات فقط، ويفهم منه انه لا يضرب بالع صا في جميع ما أمر به ونهي عنه فليراجع حلبي، والمن صوص انه يجوز للمعلم ان يضربه باذن ابيه نحو ثلاث ضربات ضربا وسطا سليما و لم يقيد بغير العصا... (قوله لا بخ شبة) مقت ضي قوله بيد أن يراد بالخ شبة ما هو الأعم منها ومن ال سوط، (قوله لحديث) استدلال علي الضرب المطلق واما كون الضرب لا بخشبة فلان الضرب بها ورد في جناية صادرة من المكلف ولا جناية من الصغير

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، (۱۶۹/۱، ۱۷۰، کتاب الصلاۃ، ط: رشیدیہ)

فتاوی شامی میں ہے:

لو ضرب المعلم الصبي ضربا فاحشا) فإنه يعزره ويضمنه لو مات شمني

(قوله ضربا فاحشا) قيد به؛ لأنه ليس له أن يضربها في التأديب ضربا فاحشا، وهو الذي يكسر العظم أو يخرق الجلد أو يسوده كما في التتارخانية. قال في البحر: وصرحوا بأنه إذا ضربها بغير حق وجب عليه التعزير اه. أي وإن لم يكن فاحشا

(۴/۷۹، کتاب الحدود، باب التعزیر، ط: سعید)

مشکاۃ المصابیح میں ہے:

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «إذا ضرب أحدكم فليتق الوجه» . رواه أبو داود

(۲/۱۰۷۹، کتاب الحدود، باب التعزیر، الفصل الثانی، ط: المکتب الاسلامی بیروت)

الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ میں ہے:

للمعلم ضرب الصبي الذي يتعلم عنده للتأديب . وبتتبع عبارات الفقهاء يتبين أنهم يقيدون حق المعلم في ضرب الصبي المتعلم بقيود منها:

أ - أن يكون الضرب معتادا للتعليم كما وكيفا ومحلا، يعلم المعلم الأمن منه، ويكون ضربه باليد لا بالعصا، وليس له أن يجاوز الثلاث، روي أن النبي عليه الصلاة والسلام قال لمرداس المعلم رضي الله عنه: إياك أن تضرب فوق الثلاث، فإنك إذا ضربت فوق الثلاث اقتص الله منك

ب - أن يكون الضرب بإذن الولي، لأن الضرب عند التعليم غير متعارف، وإنما الضرب عند سوء الأدب، فلا يكون ذلك من التعليم في شيء، وتسليم الولي صبيه إلى المعلم لتعليمه لا يثبت الإذن في الضرب، فلهذا ليس له الضرب، إلا أن يأذن له فيه نصا.ونقل عن بعض الشافعية قولهم: الإجماع الفعلي مطرد بجواز ذلك بدون إذن الولي .

ج - أن يكون الصبي يعقل التأديب، فليس للمعلم ضرب من لا يعقل التأديب من الصبيان، قال الأثرم: سئل أحمد عن ضرب المعلم الصبيان، قال: على قدر ذنوبهم، ويتوقى بجهده الضرب وإذا كان صغيرا لا يعقل فلا يضربه .

(۱۳/۱۳، تعلیم و تعلم، الضرب للتعلیم، ط: دار السلاسل، کویت)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

محمد انعام الحق

۲۹/۲/۱۴۳۹ھ

کتبہ:

محمد حمزہ منصور

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

۲۸ / صفر / ۱۴۳۹ھ

۱۸ / نومبر / ۲۰۱۷ء